

ممتاز المطابع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھپ کر
باہتمام محمد ممتاز حسین ۔ ایڈیٹر شائع ہوا

آج کل کی مردانہ شکایتوں کے لیے ایک اعلیٰ درجہ کا سچا سودیشی شرطیہ و حکمی تحفہ

پرمیہانتک گولیاں

[illegible]

اگر آپ اسی قسم کے نایاب و لاجواب نسخے اور دوسری بیماریوں کے لیے معلوم کرنا چاہتے ہیں

چراغ حکمت

[illegible]

[illegible]

مفت لیجیے

[illegible]

بال جیون گھٹی

[illegible]

[illegible]

المشتہر حکیم تلسی پرشاد اگروال مالک دفتر چراغ حکمت علی گڑھ سٹی یو پی

جلد ۱۰   نمبر ۱

مضامین غیر

چہار شنبہ ۷ جنوری ۱۹۲۵ء

رباعیات سالِ نو

خالق دے ہم کو جلد عقل اور شعور
آجائے آنکھوں کے چکے پھر حق کا نور
ہندو نفاق کی یہ ظلمت جلدی
روشنی ہم سب ہوں اور یہ ہند ہو طور

باہم لڑ کر ہو نہ تم حیف ا پیچ
اس طرح نہ دکھلاؤ عبث یہ سیچ رچ
ہو عقل تو ل کر یہ بناؤ موٹو
سب کو تج اور ایک چرخے کو بھج

چرخے ہی سے ملے گا ہر طرح کا مال
آڑے آئے گا کال ہو یا کہ سکال
تم پر جب مفلسی کا حملہ ہوگا
چرخا ہی تمہارے واسطے ہوگا ڈھال

نہرو اور اس کو کیا ہے اب ڈیلیڈ
سکھ وی ہے آگے سورڈ اینی اور شیلڈ
کانپیں گے دھاتا تھا اب چرخا
نہرو اور داس ہی کے قابو میں آئیلڈ

اس اس سا کیا کرے گا چرخا گھوں گھوں
چرخا سا کا تو کیا کرو بس غوں غوں
جب بھوت سے مفتخر ہے ہر ایک کا دماغ
ہوتا تو نہ کر سکتا دوا افلاطوں

وہ دیکھ لیا تو دیکھ اب تم یہ بھی
باقی ہے جو ہو جانے دو اب گم یہ بھی
شاید کہ مصیبت میں تھکانے ہو دماغ
پی لینے دو خیر ہی کو اب خم یہ بھی

ندیم مشہدی

مرجز اسکو سمجھو یا مقفٰے الغرض جو ہو
مرقع ہے مگر اے پنچ یہ چوبیس کے سن کا

لے نظر کے والدو
اک شخص نظر آیا
پرسال ہو عمل جس کا
او دھم نے نسل کرتے
تماشے کے مقرر کو
خلاق نمو دیکھنا

لے نظر کے استادو
کتنا اچھا وہ بابا
بس شاخ میں پھل بھی تو
نظم پڑھ کے دے چوٹ
اک دن جو قلم گرتا
تقدیر کا لکھا تھی

آنکھوں سے ادھر دیکھو
فرزند تر نا تر ہو
چوبیس کا سن گذرا
کچھ یاد بھی ہے تم کو
چھائی ہوئی وحشت
اس غم کے جو باعث ہے

کانوں سے ذرا سن لو
اور نظم کے ماہر ہو
پچیس کا سن آیا
چوبیس میں کیا گذرا
دنیا کی بری گت ہے
اس سن کے وارث ہے

گرباد تھیں آئیں
لو چلے ہیں کمرے میں
چھ ماہ گزرنے پہ
انگریز غریبوں کی
ترتیب وہی پہلی
تنسیخ خلافت پر
یلدز کا محل چھوٹا
شاہی گئی جیسے ہیا
اسکو بھی ذرا سنیے
پچھتاتے ہیں ہسپانی
مسلم ہیں خدا تم پہ
ساحل پہ جو قبضہ ہے
ناگاہ قریب اسکے
سر ہو جو تحصیل پہ
بارش بھی لڑائی کا
اقوام کے سر چھوڑا
دو آنکھ کے بدلے میں
تقریر کے ارماں میں
سب مصری سوڈانی
آفت میں پڑے مصری
تھا جن کا شریف افسر
اک پاشا سردار ہی
بڑھتی ہوئی طاقت کے
مر کے بچے مسٹول
انگریز ہوا راجا
انہوں سے کدورت ہے
دل ہندو و مسلم کے
برباد ہوئی خلقت
بلبل ہے رعیت میں
بیہودگی کی کچھ صورت
گو دراصل حقیقت میں

ہم پنچ میں چھپوائیں
تھا تخلیہ وہ ہر کا
جاتی رہی جیجا ہی
تنخواہ کا بڑھ سوا تھا
جیسی تھی تنگ کی
لیل ہوئے سب پر
پہلے میں گھر آیا
تھا دام قضا سو
دیوثر جو سناتا ہے
روکے ہیں اسیری سے
لے حضرت سنوسی
پھانسی ہے ہاں بچ ملی
اک توپ چلی دن سے
وہ کس کی نیت ہستی
میدان پہ سنڈلا تھا
سنہ اور طرف سوڈا
اک آنکھ بچی کانی
جبیں ہیں ہر خالی
زغلول دیکھا ہے
انگریز کی جب آئی
پھرتے ہیں وہ اب در در
کونسل میں ہے یا رحمت
مکار ہی بھی تو قاتل
خالق کی ہوئی رحمت
راجا کو کیا پرجا
غیروں سے محبت ہے
لبریز ہوئے غم سے
اکثر کی ہوئی رحمت
فرق آیا محبت میں
ابتک تو نہیں گئیں
قرباں میں ماتم [illegible]
محفل کہیں شادی کی

ادھر ہے اگر دیکھو
فرد ور حکومت تھی
لندن سے کمیشن کا
لندن کی نالش بھی
ترکوں کو ہوا پہ ڈر
یاجیر خلیفہ کو
یونان میں جمہوری
فرقہ وہابیہ میں
جنگوں میں دکھائے
ہیں فتح کے لشکر میں
کیا پنچ کی رسی بھی
مرسل کی ابھی کٹی تھی
کچھ چوکیاں ترکوں نے
تیل آگ پہ گر جاتا
گاڑی میں جو بیٹھا
تھی چال یہ لاثانی
پیرس میں ہی سنہ میں
سوڈان میں بنا رکھے
اسٹیک گورنر کی
قابض ہے جو مکہ پہ
اب ہند کی بھی حالت
مکار یہ فتح اسکو
گاندھی و ظفر حسرت
بیمار ہوئی ناچار
کیا خوب ہوا دشمن
اس سال ہی جھگڑا
ہو نیپال کی دولت
جاتوں کی ریاست ہیں
کیا کرتے ہیں یہ بھی
القصہ یہ سنہ ۲۴
بڑی ہی عالم کا
برپا کہیں نالا ہے

یورپ میں ہوا کیا
مشکل شہنشاہی
اس سال بیاں تھا
اس سال چلی اچھی
پھر ہو نہ جیسا افسر
مسند سے اتر دیا
آئی تھی بلا بن کر
اس سال ہو گزرا ہے
رنیوں کی دلیری سے
اعراب طرابلسی
عربوں کی کوئی بٹ لی
نکلی تھی نہ لندن سے
چینی تھی زبر بستی
چشمہ بھی ابل آتا
پہلو میں تھا اک بھونڈا
کیا بات ہے برطانی
سمجھو کی بنا ڈالی
آثار نمایاں ہیں
یہ بوت جو مورت آئی
وہ نجد کا لشکر ہے
سنیے گا ذرا حضرت
پنچ ہم جو ہوئی حاصل
عمر آئے بصد قت
غیروں کا بجا سا بجا
ہو دم نئی آفت ہے
انگریز جو محرم سے
سیلاب کی کثرت
نجدی کی حمایت میں
یہ کانگریسی تیکلی
آیا تھا جو عالم میں
کیا رنگ نرالا ہے

نیرنگ خستہ جگر از بھاولداد

غزل

(ایک زندہ دل خاتون کی طباعی)

لگا ڈاڈالیاں صاحب بہادر کی خوشامد ہے
بڑا دن آ گیا پھولوں پھلوں کی آمد آمد ہے

بھری کس چیز سے قمر شکم کو ہند کے مفلس
نہ چونی ہے نہ بلوسی ہے نہ میدا ہے نہ آمد ہے

حکومت سے اُدھر الفت اِدھر گاندھی پہ ہے شفقت
یہ ہم سمجھے ہوئے تھے مالوی جی حزب مسدد ہے

فضا میں امن و آسائش کے بدلے زہر پھیلایا
وہ اے گاندھی تمہاری آستیں کا مار اسود ہے

خزانہ مفت کا ہے اب چلو لندن سے انگریزو
کمیشن کی سفارش سے بڑھی تنخواہ کی مد ہے

مٹا کر سب وطن کو ہر اک اس سنگ ہوتا
بیان ہندو مسلم بھی فقط کی سد ہے

رہا یا ہند و مسلم کو شدید ہے کہ جس نے
ہماری رائے میں ابلیس اس کا جد امجد ہے

نہ ہم جوہر نہ ہم شوکت نہ ہم گاندھی کے قائل ہیں
ہماری رہنما اے ظاہرہ ذات محمد ہے

دیوان چرکین

نسیم ظرافت کے چیلن تاجدار کا مایہ ناز اصلی دیوان ۹۰ برس کے بعد چھپا ہے جلد منگا لیجئے ورنہ پھر شید چھپانے پر چھپا از او ہندوں کو افسوس ملنا پڑے گا۔ قیمت مجلد فی جلد عہ

دیوان جان صاحب۔ لکھنؤ کے مشہور ریختی گو شاعر جان صاحب کا مایہ ناز دیوان جو ایک ۵۰ برس سے ملتا تھا قیمت مجلد فی جلد عہ۔ ریختی قبیات جان صاحب مجلد عہ دیوان ریختی ۱۲ جنسی کا چارہ ۶ شہنشاہ ظرافت عہ ظرافت بانی عہ رنگ ظرافت عہ ظرافت سرل کال عہ مزاول بدنصیب لڑکی عہ رسالہ قوت باہ ظرافت ۶ علاوہ محصول

ملنے کا پتہ
منیجر عشرت بک ڈپو۔ لکھنؤ

دور ساغری

مولانا بیخ تسلیم

اگلے زمانہ والے کہتے تھے کہ زمین کے گرد آفتاب گھومتا ہے آجکل کے محقق کہتے ہیں کہ آفتاب کے گرد زمین گھومتی ہے باوجود اس اختلاف کے ماہ و سال کے حساب تبدل و تغیر موسم کی تقویم میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ زمین ناچتی تب بھی میاں ستارے ٹھیک اسی وقت نوچکر ہوئے جو اس کے لیے مقرر تھا۔ آفتاب گھومتا تب بھی اسی وقت تشریف لے جاتے۔ ٹھیک اسی طرح ہمارے آگرہ کے دو استاد شاگرد بھی ہیں ان میں سے ایک کو آفتاب تصور فرمائیے دوسرے کو زمین۔ بہر کیف دونوں کی گردش کا نتیجہ ایک ہی نکلے گا۔ پیمانہ کی فضا میں سیماب کا اضطراب اور ساغر کا دور ایک ہی معنی رکھتا ہے یعنی بہ حسب شہرت عام دونوں کے کلام میں فرق اعتباری ہے۔ کلام ساغر وہی جس سے سیماب شاب کو تقاطر ہو سیماب وہی جس سے بعد انجاد کلام ساغر کی تکوین ہو۔ افراد جو کچھ ہو بہر حال اسکا ذمہ دار نہیں لیکن بقول بعض بر بنائے اپسند یہ ایک برہنہ حقیقت ہے کہ استاد کا تصرف شاگرد کے کلام پر ضرور ہوتا ہے اور جب اصلاح و تصرف اگر شاگرد کے کلام پر کوئی اعتراض کیا جائے تو وہ فی الحقیقت استاد پر عائد ہوتا ہے خصوصاً جب کہ استاد نے اپنے شاگرد کو بقول پیامبر ہندوستان کا مایہ ناز شاعر بنا دیا ہو تو تمام بوجھا بھی استاد سے کرنی چاہیے۔ لہٰذا ہم دیب الشعرا ابو الغور مولانا سیماب صدیقی اکبرآبادی سے عرض کرتے ہیں کہ آپ کے مایہ ناز شاگرد کا رنگ درست نہیں ہے آپ کی لرزش اور ساغر کی گردش جب ایک ہی ہے تو دشمنوں کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ شاگرد بداملا ہے تو استاد صاحب بھی بداملا ہو گئے۔ آپ کے مایہ ناز صاحب نے ارشاد فرمایا ہے

مجھے ذوق تماشا ہے تصور گاہ جاناں تک
مری سیر نظر محدود ہے خواب پریشاں تک

و تماشا ہائے مختلف کے ساتھ لالہ لکھمی چند کی یادگار ہے۔ گولی۔ پتہ۔ ٹھیک۔ تماشہ اور اسی طرح کے دیگر مختلف اردو الفاظ فارسیت کے بڑے نے لالہ صاحب سے لکھوائے اور جہال نے وہی روش اختیار کر لی اہل علم واقف ہیں کہ ہائے مختفی فارسی کے مخصوصات سے ہے۔ سنسکرت اردو یا بھاشا میں اسکا وجود نہیں اہل زبان "تماشا" لکھتے ہیں اور اگر مضاف ہوتے ہیں تو "تماشائے" لکھتے ہیں نہ تماشہ۔ نہیں ہائے مختفی ہوتی تو جس طرح بندہ۔ نالہ بہ اضافت مشہور بندہ نالہ دل انہیں زبانی الف لکھا جاتا ہے اسی طرح

تماشہ یک کف بردن صد دل پسند آیا

لکھا جاتا۔

غلطی املا کے علاوہ معانی بھی کسی قدر قابل غور ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔ تصورگاہ جاناں تک مجھے ذوق تماشا ہے۔ تصور بمعنی در پیچ فکر دن پر صدد شدن ہے۔ چڑیوں کے گرنے کو بھی تصور کہتے ہیں۔ جانان کی تصورگاہ اگر دور ہی نظر میں سارا نقشہ دوڑ جانے پر بھی شامل ممکن ہے کہ تیر والوں کو اس کا حال معلوم ہو وہی اپنے اشتہار میں لکھا کرتے ہیں۔ خلاصہ تماشہ یہ کسی زنانی بازاری کا گرامرا و ہو یا خاص کی بڑی یا زنا یا کسی کوسٹ کا گھونسلا۔ اسکے علاوہ تک کو چھوڑ۔ اور یہ عمل بھی تاریخ اور عقل و فہم سے علیحدہ یا قیاس پہلے مصرع کا لگاؤ دوسرے مصرعے کے ساتھ ہے۔

قرآن مجید مترجم

از حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

پارۂ الم اور [illegible] محمد تحسین مالک تجارتی بک ڈپو۔ [illegible] یوپی۔

ایک راوی ناقل ہے کہ حضرت شاعر و جناب بیتاب اس سعی پر مختصر کے گڑھنے میں مصروف تھے ابھی اثنا میں بڑے زور سے آواز آئی ہے اور سے مونڈی کاٹنے میاں سے لے کے تا بہ خرم گاہ تک بندی تیرا بیجا نہ چھوڑے گی۔

دوسرے گھر سے نوحہ بانی بھیجے میں کسی نے کہا پستر بہار کیا نہیں ماننت۔

فردوسی کی حکایت ہے کہ اس نے ایک مصرع کہا مصرع

چقا چاق خنجر بہ گردوں رسید

دوسرے مصرعے کی جستجو میں مصروف تھا اور جست سا شور با بھی کر رہا تھا اتنے میں شاہی غلام کوئی پیام لے کے پہونچا شاعر اپنی دھن میں تھا ایک بیک ناگوار ہوئی تلوار کا وار کر بیٹھا زخم سے خون بہا اور یہ کے شعر میں پہونچا اور ساتھ ہی شاعر کو دوسرا مصرع سوجھ گیا ؎

زمیں خوں شد و خوں بگردوں رسید

کیا عجب ہے کہ زمانے تعزیے میں تا بہ خرم گاہ تک اور فرادف تانے بانے میں دستشر، بہین مشتدد ان شعرائے باکمال نے سنا ہو اور سنتے ہی بستر سے تخشتر، دور شرم گاہ تک سے دگا، وہ اخذ فرمایا ہو یہ دونوں شاعر بھی فی زمانہ فردوسی سے کم نہیں ہیں القصہ اس شمشر گاہ دہاں تک کی لپیٹ جھپٹ دوسری ہے۔ غنیمت سمجھیے کہ بیرنگا ہ خوب پریشاں تک محدود رہی ورنہ تمشر گاہ سے مشرگاہ اور رشرگاہ تا بہ زرگاہ تک پہونچتی اور غضب ڈھاتی۔

خیر یہ تماشہ تو دیکھیے اب افسردہ چاندنی کی سیر دیکھنا گوارا دوگوارا فرمایئے شاعر صاحب فرماتے ہیں ؎

اس وقت کی اداسی بھی دیکھنے کے قابل
جب کوئی رو رہا ہو افسردہ چاندنی میں

افسردہ چاندنی کی صفت ہر بار رونے والے کی لیکن آج تک رونے دھونے کا تماشہ قابل دید نہ تھا اب معلوم ہوا کہ کوئی شعر سے گھلانے بسورنے رونے دھونے والا اگر افسردہ چاندنی میں رو رہے اور شستہ چاندنی میں نہیں تو وقت اداس ہو جاتا ہے

اور بہت اداسی دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ منہ لٹکائے ہونٹ نکالے ہوں ہوں ہوں ہوں کرنے کا تماشہ دیکھنے والے کو لوگ سنگدل کہتے ہیں۔ ان رونے کی کوئی خاص وضع کسی کو یاد ہو تو ہم بھی یہ نرالی دھج دیکھنے پر آمادہ ہیں بشرطیکہ ایک پیسہ سے زیادہ ٹکٹ نہ ہو۔ واقعی چاندنی کے بڑے بڑے قدردان اللہ میاں نے پیدا کیے ہیں چنانچہ موضع مبارک پور کے ایک نوریان گنجہ داد کے چھپری میں دور نکل جاتے تھے۔ مرد مسلمان تھے۔ نیک تھے نمازی تھے ایک گاہک نے کہا اب شام ہو گئی ہے آج یہیں کھانا کھا کے سو رہو۔ سیکھ جی (شیخ جی) راضی ہو گئے۔ کھانے پینے سے فراغت ہو لی۔ چاندنی نے کھیت کیا سیکھ جی کہنے لگے۔ باہ باہ باہ (واہ واہ واہ) نیاست (نعمت) جری (زری) لوٹے میں پانی تو دینا۔ باہ باہ کیا روسن (روشن) چاندنی ہے کیسا مجا (مزا) آ رہا ہے۔ نعمت نے پوچھا سیکھ جی پانی کیا ہوگا۔ فرمایا ارے تو ن (تو) کیا جانے ایسی چاندنی میں بیٹھ کے ہگنے میں بڑا مجا آتا ہے۔

یہ اپنا اپنا ذوق ہے سیکھ جی کو ہگنے میں مجا آتا ہے شاعر کو شعر سے ہگانے میں۔ نہ وہ قابل مواخذہ نہ یہ گرفت کے لائق۔

(باقی آئندہ)

رائق

ابوالہیڈول مولانا کالا ڈاک

نوٹ! جناب کاتب صاحب آپ نے بندہ کے نام کے ساتھ (المتخلص بہ راز) کا دم چھلا لگایا تھا پر بہاز "چکاتے اے توبہ بیانے کو مبارک ہو جیسے یاماں میکدہ یعنی آباد پارک کے سناٹے میں "جلسہ سیاح" سے بیخواب تھے (دیکھو ۲۳ ستمبر ۱۹۳۰ء) اور مس ... صاحب (یعنی جلیس کے مس نس ملاحت سے سو سرور تھے۔ کالے تک اور سولن کا سفوف درکار تھا اور شاید دات بھر چاند ماری ہوتی رہی۔ خدا کے لیے مسودہ ذری غور سے پڑھا کیجیے، ہیچ توش!

نگمنی کا ناچ

عنقائے مغربی کے پہاڑی انڈے کبھی کسی بڑھی والے کے چھاپے میں دکھائی نہ دیے دنیا کے مشہور سیاح صاحب اندور کے اکھاڑے کا پتہ نہ لگا سکے دیگچے دماغ میں عقل کی ڈوئی گھما گھما کر رہ گئے کوئی تدبیر ذہن میں نہ آئی نگمنی کے ناچ کا پتہ آج تک آنکھوں نے نہ دیکھا لغت کی مسلّم کتابیں فہم کی کھرل میں سحق بلیغ کا عمل پڑھتی ہیں مگر جتنا چھانا اتنا ہی کرکرا۔

روایت ہے کہ ایک لڑکے کی جوتیاں کھو گئیں وہ جب ڈھونڈھ کر عاجز ہو گیا تو کتابوں کی الماری سے لغت نکال کر صفحہ گردانی کرنے لگا باپ نے پوچھا ابے یہ کیا؟ اس نے کہا واہ جب آپ کوئی لفظ بھول جاتے ہیں تو لغت میں ڈھونڈھتے ہیں میری جوتیاں کھو گئی ہیں میں بھی لغت میں ڈھونڈھتا ہوں کیا میری جوتیاں یہیں نہ ملیں گی؟ اے حضرت اگر آپ بھی نایاب جوہرات کی تلاش میں سرگرم ہیں تو آپ بھی کوئی ایسی ہی تدبیر نکالیے۔ آیئے ہم آپ بھی لغت کا جنگل چھانیں۔ توبہ! توبہ!! مایوسی! نامرادی!! گوہر مقصود لغت سے اتنا دور جتنا آب شیر صحیحا صدمت سے عربی تہیں کے باپ جولی سے لے کے لغت کا ذکر نہیں استین لوا نیٹ اچھا وہ اس سے اس طرح خالی نظر آئیں جیسے عقل سے چودھویں صدی کے علماء اور ہندی والوں سے تہذیب خدا معلوم کون سا ایسا کنایہ نام رکھنے والے نے اس بوحرفی لفظ میں رکھ دیا ہے کہ لال بجھکڑ آنکھ نہ سمجھے شیخ چلی بیچارے کا کیا ذکر وہ تو عمر بھر اسی کوشش کرتے رہے کہ چلنے میں دونوں پاؤں ساتھ زمین سے اٹھیں مگر جب چلے تو منہ کی کھائی اور اگر زمین بھی کچھ نہ ہوئی تو ایسا گرے کہ اکڑا ادم بھگنا ٹیکے سے مل گیا۔ ایسے دماغ بھی یہ معمے حل نہ کر سکے۔ جنھوں نے بیل کو پیشاب کرتے دیکھا تو سمجھے کہ وہ کوئی ہوا بیل سول لینا بیکار ہے جس میں پانی نہیں نکلتا۔ ایسے او بیل والے لیجا اپنا لوٹا ہوا بیل۔

ق۵ بیتی پہاڑ کے مثل عنقا کی نسبت مشہور ہے ... [illegible]
[illegible]

عہدِ حال کا جاننے والا بھی نہیں سمجھے کیونکہ لفظ
بہانے لباس میں بھی نہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ
علامہ علم الرجال کے نورِ چشم جناب اقبال کچھ بتا سکیں
یقین ہے کہ ان کو علم اللسان میں کافی مہارت ہے
کئی زبانوں سے واقف ہیں اور بھانت بھانت کی
کے عشق نے سنتے ہیں کہ ان کو گنتی کا ناچ نچایا تھا۔
مگر وہ تو قرۃ العین ایک وادی کی نذر
ہیں تو مطلب یہ ہے کہ مفلسی اس فضول خرچی
کی اجازت نہیں دیتی۔ دوسرے یہ کہ کتاب
ذری نایاب ہے اور ہر وقت مطالعہ میں رہتی ہے
بھلا لغتوں کو وہ کیوں دکھانے لگے۔ اسی فکر میں
میں اپنی جانب کتاب خانہ کے اندر انگشت بدنداں
بیٹھے ہوئے مطلب پر غور کر رہے تھے اور یہی
سوچتے تھے کہ کہیں تعلیم یافتہ بڑے دن کی خوشیاں
مناتے سڑکوں سے گذر رہے تھے کہ ایک مشرقی
تعلیم یافتہ طالب علم سلیم خان جو چھوٹی
کیپ سر پر سبز پوشاک زیبِ جسم کئے ہوا میں
جلد جلد راجہ کی بازار کا راستہ پکڑتے ہوئے
دکھائی دیے۔ چال ڈھال سے علمی دبدبہ اور
نظروں سے قابلیت کی شعاعیں نکلتی دیکھ کر
ہم بھی بے اختیار پکار اٹھے اے جناب ذرا
ادھر بھی آپ بھی پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہیں
ناچیز کے ذہن میں ایک لفظ کے معنی نہیں آتے۔
طالب علم بات کاٹ کر گھبرائے ہوئے لہجہ میں
نہیں مدرسہ جا رہا ہوں۔ سامنے آپ کے شہر
کی مشہور درسگاہ ہے وہاں میرے شہر کے ایک
واعظ صاحب آئے ہوئے ہیں اور آج کے
آخری جلسہ میں تقریر کریں گے ان تک پہنچ
جانے ہم خرما و ہم ثواب قومی جلسہ میں شرکت
بھی ہو اور بعد سو واعظین کے تعلیم یافتہ
مقرروں کی تقریریں بھی سنائی دیں گی۔ اگر
آپ واعظ صاحب سے ملیں گے تو ایک لفظ
نہیں اگر قومی چندوں کی تعداد کے بارہ اور
ایل ایل بی کی ڈگریاں ... ہم عہد اور رشتہ کے
بھولے بھالے ... کے سارے ... بھی الفاظ میں

ہوں گی تو بتا دے بغیر نہ رہیں گے۔
میں: "تو کیا آپ جیسے کی ساخت کی طرح مجھے میری
باتوں کا جواب ملے گا"
طالب علم: "کیا آپ کے نزدیک جیب بہت جلدی
تیار ہو جاتا ہے"
میں: "آپ کو نہیں معلوم شتھری بازار جائیے
تو حال کھلے"
طالب علم: "مہربان آپ ہی بتا دیجئے جیب کیونکر
بنتا ہے شتھری بازار کدھر جاتے ہیں"
میں: "آپ بھی مجھے کسقدر رسیدہ معلوم ہوتے
ہیں یہ بھی بتانے کی بات ہے اپنی رکھی اور
الٹ لیا جیب تیار"
طالب علم: "آپ دل لگی کر رہے ہیں"
میں: "دل لگی ہی سہی"
طالب علم: "آپ نے میرا وقت ضائع کیا اچھا
چلیے میں ان سے آپ کو ملوا دوں گا تو آپ کو وہ
ہوگی کہ کیسے کیسے باقاعدہ دنیا میں پڑے
ہوئے ہیں"
وہ گئے تو چلنے کا بہانہ ہم تو اسی فکر میں
تھے ہی فوراً جسم پر ہوٹ درست کر سگرٹ
پیتے ہوئے ان کے ساتھ ہوئے اور جلد ہی قدم
لے گئے تھے کہ مدرسہ کی عظیم الشان عمارت کے
پھاٹک میں کچھ لوگ کسی کے لبوں کی سرخی کی طرح
زمین کو خونی لباس پہنانے دکھائی دیے پیچھے کا
منتظر تو وہ تھا کہ آنکھوں میں خون اتر آیا مگر
غصہ تھوک ڈالا۔ خیال ہوا کہ زمین کا رنگ بدلتے
ہیں تو بدلنے دو۔ مگر زمین تہذیب پر دھبا آئے
اور صاحب کا خون نہ ہو۔ آگے بڑھے اور جلسہ میں
قدم رکھا۔ یہ آخری جلسہ تھا۔ اسٹیج کے گرد ہی
تہذیب قائم کے خوشنما پردوں کو ولایتی ساخت
کی نذر کیا یا اور تقریر کی بوچھار بڑی بڑی مقدس
ہستیوں کے دامن پر چھینٹیں ڈالتی ہوئی ہمارے
قریب شہر کے سر ہو کے رہی۔ تعجب نے کیا دیا؟
اور ماں کہو آج کہاں ہیں جو آپ قومی جلسہ
میں شریک نہیں ہوتے؟ ایسی ایسی بیباک

ہم وہیں تک ہی سر پیٹتے تھے کہ تقریر ختم ہو سکی تو
اپنا مطلب پوچھیں مگر جلے بل گئے بیچوں میں کا
کس بل جاتا رہا۔ مقرر صاحب کو دیکھ کر
اتنا غصہ تھا کہ خدا کی پناہ بیچارے شائستہ آمیز
الفاظ کی تلاش میں کھنکے جاتے تھے۔ الفاظ کی
ڈور زبان کی چرخی پر الجھ کر ٹوٹ رہی تھی مگر
پھر بھی جیب ہونے کا ارادہ نہ تھا۔ آخر جیب
تیجہ نکالنا پڑا کہ کلیت سوال حماقت ہے ... کا
ناچ جیسے کہتے ہیں ہو تو وہی ہے۔ ایسے
لغت کی ضرورت ہے نہ استفسار کی۔ اگر چہ
... پھر ... گھر بار ناچنے خوب ہو۔
والسلام

شمشیر ...

ساقی نامہ سال نو

اب تو نہیں کچھ ادھار باقی | لا ہو دے سبو ارے ساقی
چوبیسواں سال ختم ہو گا | سو دن تھا خراب و بے وفا
بچاروں سمت ... | کیا ڈنکے بجا رہی ہے ...
پالی کہ ... | بیٹھے لگا ہوا تعلق ...
گرچہ ... | انتظار ...
گھ ابر ... | اور بارش ...
بول ... | ...
دھرتی ... | رکھا ...
ایسی ... | ...
... | پھر ...
... | ...
آندھی ... | ہر دو ... بستی ہوئے
بات ... | پٹی کی طرح ...
پڑا ... | کو ... ہر ...
... | خالی تھا ... سے ...
... | ہم ... اور ...
... | ... پہلے ...
کی ... | ... کس طرح ...
... | ... سال ...



کانگریس کا عظیم الشان دور
(خلاصۂ دستور العمل)

حکام دکھاتے تھے ذہانت
دربار کرا نہ سکے گا کیا جاج
تدبیر کا طور یہ دکھایا
تھے گو کہ حکیم ڈاکٹر بید
بوجھ گیا اس کو کر گئے ہپ
روئے نے جو اپنا پیر باندھا
تھیں سب یہ بلا میں ناگہانی
ستھرو رنج ہوئی تو بولا صاحب
ہم کھونے انگشت ، چیرلی فند
ہم پھیکر کیا ڈوسب بلائیں
فرمایا کو ہام رہے گا اس سے
ورکنگ سیونسپلٹی خانم
کرتی جو نہ وقت پر میں نصرت
کرتے ہو عبث یہ لغو پنچو
دینگی جو ہوا سے خود سیاسی
آئے حکیم و ڈاکٹر بھی
گویا یہ آفتیں تھیں جتنی
الحق انساں عجب بلا ہے
دنیا ہوگا اسے بھلا تنبیہ
آفت میں کسر جو رہ گئی تھی
جو کچھ رہے جو آسماں سے
بھیجا نہ قدر عافیت کو
اترے جو اکھاڑے میں یہ پچھے
آواز اذان و صوت ناقوس
پیپل نے بڑھایا اپنا ٹھٹا
رخصت ہوا میل دے کے گاندھی
آپس میں عشق بیان لڑائی
شدھی نے نیا شگوفہ چھوڑا
جس طرح سے ہو سکا کیا کام
تبلیغ کو سن کے جوش آیا
قرآں کے سنائے سہل احکام
سب پچھلے گنہ معاف کر کے
پھمن کو بنایا قدرت اللہ
نکلا کی مولوی نے کی نئی پخ
اس نے داڑھی اگر کھسوٹی

لیکن یہ بھی پڑی کی ضمانت
ملتی ہے دشمنوں سے کب کاج
قصہ یہ کر ختم جس پر آیا
امراض کو کر سکے نہ ناپید
ہیضہ طاعون و نزلہ و تپ
چیچک نے بھی اپنا دور باندھا
ارضی تھیں کچھ ، کچھ آسمانی
وہم کموپ کیا ہے ، انجام اب
جلدی ذرا اپنی ہاتھ کا ڈھنڈ
دک دم جانے مانگے گا کو کابل
البتہ ہم نامیں ڈر سے گا اس سے
ہے مغتنمات سے مرادم
بھی کسی طرح رہ نہ آفت
یا دو مرے آکے ڈرڈ ول دو
نکلے ہر سمت ہار باسی
اسے چلے نسخہ بھی کمسیج بھی
کوشش سے ہوئی ہیں رنج انگی
اس کے بجا دیں نہیں کوئی شے
سو رنج عقلا سے کہہ کے جو ذاہ"
حضرت نے وہ خود ہی پوری کرلی
پورب کیے بازو و زباں سے
بھولے نہ نفاق و معصیت کو
غیروں نے اڑائے خوب سٹھے
یوں گتھ گئی جیسے روم اور روس
جائز ہوا اس پہ خون بہنا
فاقوں پہ ٹلے بچارے گاندھی
یاروں نے اپنی گھات پائی
ناتا جوڑے ہوؤں سے جوڑا
اللہ دیے بنے دھنی رام
سونے والوں کو ہوش آیا
جو کیں جوتے انھیں کیا رام
چوٹی پہ ہاتھ صاف کر کے
ماشاء اللہ واہ واہ واہ
چلتی رہی خوب دونوں میں پخ
اس نے نوچی پکڑ کے چوٹی

خوں ایک نے ایک کا بہایا
پیدا کیے مانگ مانگ چندے
ہو سکتے نہیں یہ شرعی حیلے

لوٹا مارا بھرم گنوا
خلقت کے لوٹنے کے دھندے
ہیں کھانے کمانے کے وسیلے

(باقی آئندہ)

(نوٹ - گذشتہ سال تمام ملال واقعات کا لبریز خزانہ تھا واقعات و نتائج کا اظہار ختم ہو تو ساقی کے دشمنوں کی خیر منائی جائے ابھی سے خوشی پر قناعت فرمائیے)
(راقم)

حکیم ابو اللیث محمد مسیح ارادت اللہ انصاری رضوی فرنگی محلی جنرل سکرٹری انجمن تنبیہ الغافلین

نیا سال مبارک

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ایک بی بی صاحب نے شوہر کی غیبت میں دھڑا دھڑ بچے جننا شروع کر دیئے جب شوہر برخوردار پلٹ کے گھر آئے تو صحن میں خاصی چہل پہل تھی حیران ہوئے کہ یہ دولت لازوال کہاں سے آئی آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ قاضی صاحب کی کچہری میں نالش داغ دی - قاضی صاحب قانون سے مجبور تھے قانون "الولد للفراش" یاد آیا بچوں کی فوج شوہر صاحب کی کمانڈ میں دے دی اور کہا بھائی مجبور ہوں کیا کروں بی بی تمہاری گھر تمہارا بستر تمہارا بچے کس کے باپ کے نام ہوں خدا مبارک کرے پالو۔

شوہر صاحب تھے مفلس گھبرائے کہ سانا روپن کا بار کس سے اٹھے گا دور سے زر نقد کی جھلک دکھائی قاضی صاحب نے حاضرین محفل سے فرمایا کہ بھائیو تمہارا یہ برادر ایمانی مفلس و نادار ہے ان حرامی پلوں کو کہاں سے کھلائے پلائے بہتر ہے کہ ہر آدم ایک ایک بچہ اٹھا لو خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ یہ پاک خیرات جو بچی تو ایک بچہ خواجہ سرا کے حصہ میں آیا یہ خواجہ سرا تھا ہندوستان اور بچے کا نام تھا شدھی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر کہ اس منحوس نانجیب ونا تحقیق سے نجات ملی۔ میاں ہندوستان کو مبارک۔

"سناہن سبے گناہن"

سائیسوں کا قول ہے کہ گھوڑا قصور کرے یا نہ کرے ایک آدھ ادھیا چابک یا مہمیز ضرور لگا دینا چاہیے اس قانون کا نام انکی اصطلاح میں سناہن بے گناہن ہے - بنگال کی حکومت نے بھی سیاست کا یہ گر سائیسوں سے سیکھا اور نئی نئی شکلوں میں بنگال کے فدائی مردوں کو ستانے کے لیے برتنا چاہا - سنتے ہیں کہ کونسل کی گھوڑی نے لات ماری دانت بھینچے اور یہ خار دار دانہ قبول نہ کیا - اب

... دیکھیے گورنر صاحب خاص اختیارات صرف فرماتے ہیں یا نہیں۔

سید انشاء اللہ خاں مشہور ظریف بذلہ سنج شاعر نے نواب سعادت علیخاں مرحوم نواب وزیر اودھ سے وعدہ کیا تھا کہ سیکڑوں لطیفے روز سنائیں گا نواب نے سیکڑوں کی جگہ روز لطیفہ سنانے پر معاملہ طے کر لیا۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ سید انشاء اللہ ظریف خوش طبع بادی ہار گیا۔

اب ہمارے مولوی ظفر علیخاں صاحب نے مہاتما گاندھی سے وعدہ کیا ہے کہ سال کے اختتام تک پچیس ہزار چرخا کاتنے والیاں نہیں والے (مسلمان) مہیا کریں گے مہاتما گاندھی کی سعادت علی نہیں جو اپنی طرف سے کچھ تعداد معاف کر دیتے انھوں نے ساٹھ ستر چرخے بازوں کا آرڈر دے دیا ہے جو تعداد روزانہ مہیا کرنی پڑے گی۔ مگر خدانخواستہ وعدہ میں تعمیل پڑی اور تعداد پوری نہ ہوئی تو ...

.... تو بیچارے مہاتما کے اختیار میں سوائے فاقہ کشی کے اور کیا ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ مہاتما کو اپنا قول پورا کرنا پڑیگا مسلمانوں کی جانب سے مایوسی ہے۔

ہمارے دوست مولوی حسرت موہانی صاحب آخر اپنی یک رنگی کے باعث دو ورکر سے الگ ہو گئے آپ کہتے ہیں کہ ہزاروں بیوہ عورتیں جو چرخا کات رہی تھی مر گئیں ان میں سے کسی کو کہیں سوا ہی نہ ملا نی الحقیقت اب کانگریس چرخا ہو نے رہ گئی ہے سوال حال میں سوائے چرخہ کی پوں پوں اور کچھ سننے کی توقع نہ رکھنی چاہیئے۔

مبارک یار ! جل گیا کھڑا

ڈاکٹر محمد نواب میرخاں صاحب کی ہمدردی سال کے اپنے مہینے میں کچھ دستگی کا سامان ہو جائے گا آپ کی کوششوں نے موسیقی کانفرنس کو لکھنؤ میں مدعو کیا ہے اور دور دور سے خوش گلو کے ہوئے ہیں۔ توی امید ہے کہ اب یہ لطیف فن بھی جلا کی ہ روزی کا شکر گزار ہوگا۔

پاسیا خاں کی "لڑکی"

جب وہ دن کو مسلمانوں میں خالص ہندوستانیت نظر نہیں آتی۔ دونوں میں آن بن ہے تو ایک کو دوسرے پر اعتماد نہیں۔ افغانی و ترکی و عربی و مراکشی و عراقی معاملات پر مسلمانوں نے جو خالی خولی جوش اور اسلامی برادری کا اظہار کیا تو کیونکر ہے کے سب دونوں نے کان کھڑے کیے۔ شدھی اور سنگٹھن جتنی اس دکھاوے کا جواب ہے۔ سنہ بیس کے آخر میں مسلمانوں کی جتنی تقریریں مختلف جلسوں میں سنی گئیں وہ بھی اشتبہ کانوں سے سنی گئیں۔

ایک تھے آغا ایرانی انھوں نے کوئی جرم کیا اور پولیس کے ڈر سے بھاگے۔ ایک پاسی کی جھونپڑی میں گھس گئے پاسی کی لڑکی گیہوں پیس رہی تھی آغا نے چپکے کھوس دے سکے اس کی چکی پیسنے ہاتھ اور گھنگھٹ استعار لی آئے تو ہٹا دیا آپ چکی پیسنے بیٹھ گئے۔ اتنے میں سپاہی تلاش کرتا ہوا آیا اور ان سے پوچھنے لگا:

"کا ہے ہور کنیا کی فتناری لیکی کوتو آئے ہو گل (آغا صاحب) آواز دیتے ہے"

آغا صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ مثل نہیں ہیں پاسی کی صاحبزادی ہیں جھٹ بول اٹھے:

"بیٹے پر رنگ" یعنی ہم تو گل ہو حضور دیسیت دیکھا پاسیا خاں کی لڑکی ہے گندم پیستا ہے۔

پاسیا خاں کی لڑکی ہونے کا ثبوت کافی تھی کانسٹبل نے ہاتھ پکڑا۔

مسلم لیگ اور دیگر مجالس کے اسلامی بہروپ ماہ کو ہندوستانی رنگ ہیں، رنگے گئے ہر چار کوئل کی سی ندیوں مہاتما گاندھی کی تعریفیں۔ ہندوؤں کی مخالفت اظہار ہندوستانیت سفل ہونے سے انکار یہ سب کچھ ہے مگر

"پاسیا خاں کی لڑکی گندم پیستا ہے"!

کی خوشنما جنس زبان مسلمانوں کو لے رہی ہے لگے پھر یا پر نے پچی سے نہیں جلتا ممکن ہے بشرطیکہ زبان پر مہر اور ہونٹوں میں قفل ہو۔

تی ہاؤں تی ہاؤں

دوسرے آغا افغانی کی حکایت ہے کہ وہ کسی کے پیٹ میں چھرا بھونک کے بھاگے تو پولیس لے گیا تو تے کا نہیں چل ہو کیا مجال جو پکڑ کے پہچانے سبز چادر اوڑھ کے سر راہ بیٹھے سپاہی پیادہ سمجھا کہ کوئی فقیر ہے اس نے پوچھا سائیں کوئی خاں تو ادھر نہیں آیا تھا آپ نے فرمایا۔ اے خاموش باش بندہ خاں نیستم ستو نے کا بچہ ہے اگر باور نہ داری ہیں " تی ہاؤں تی ہاؤں "

—— ہمارے شہر کے مولوی ظفر الملک محمد حق علوی صاحب نے ایک پرچہ "پنچ" جاری کیا ہے اس میں ایک سخت تماشا پیدا کی ہے ... کی اندرونی بائبل سے زبان مستعار لی گئی ہے۔ "پنچ" صاحب ہیں تو افغان مگر تی ہاؤں تی ہاؤں بولتے ہیں۔ وطن کے بارے میں ابھی خاصی دوربین چہ شک "موجود ہے بہرحال ہم "پنچ" صاحب کا اچھے دل سے استقبال کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ان ظرافت کے زمانہ مضامین کا پورا کفارہ "پنچ" صاحب ادا کریں گے۔ خدا کرے قافی مزاجی نمونہ: الناظر پریس" وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ کے پتے سے منگا لیجیے۔ اور "پنچ" ہے کہ مثمر نہ ہو ...

التماس

اگرچہ لکھنؤ میں فن لطیف مصوری کی نمائش ہوئی ہے لیکن فی الحقیقت اس شہر سے یہ فن مفقود ہو چکا ہے اور دو "پنچ" کرتا تھا ایک مصور بھی میسر ہوا اور اب تو پرانا آثار شہر نے بھی موجود نہیں رہے۔ بنگی تصویریں بری طرح معطل رہا۔ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ بہرحال اب کچھ سامان ہوا ہے۔ اس سال کا پیشگی معافی۔ ... سامنے قبول فرمائیے۔

— مدیر

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ چند تیر بہدف ادویہ

مشک

[illegible]

قیمت فی بکس [illegible] خوراک [illegible]

ماء اللحم عنبری کم آتشہ خاص الخاص

[illegible]

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت [illegible] ہوئی طاقت [illegible]

[illegible]

فی شیشی [illegible]

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible]

قیمت فی بکس [illegible] خوراک [illegible]

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی لفافہ [illegible]

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے — منیجر دواخانہ معدن الادویہ کٹورا اسٹریٹ لکھنؤ — فہرست کامل مفت طلب فرمائیے

شاہی زردہ

[illegible]

ہمارا شاہی زردہ [illegible]

شاہی زردہ [illegible]

شاہی زردہ

قیمت فی [illegible]

[illegible]

[illegible]

قبال [illegible] کارخانہ شاہی زردہ [illegible] پور روڈ ۔ کلکتہ

موسیقی کا معجزہ

یعنی

معارف النغمات

[illegible]

ملنے کا پتہ : منیجر اودھ [illegible] لکھنؤ

[illegible] لکھنؤ [illegible]